تحریک پاکستان اور بلوچستان میں قلمی جہاد

انعام الحق کوثر

بلوچستان میں انگریزوں کے دورِ حکومت [1] (۱۸۷۶ء-۱۹۳۵ء) میں کسی سیاسی تنظیم کاقائم کرنا یا اس میں علانیہ طور پر شریک ہونا تو بڑی بات تھی، یہاں اخبار بھی چوری چھپے پڑھے جاتے تھے اور جو لوگ اخبار پڑھتے تھے ، ان کی فہرست سی آئی ڈی میں ہوتی تھی - حکومت کا منشاء یہ تھا کہ اول تو اس خطے میں کوئی اخبار منظرِ عام پر نہ آئےاور اگر شائع ہو بھی تو صرف حکومت کی پالیسی کا ترجمان بنے- عبیداللّٰہ خاں بلوچ ملتان سے بلوچستان کے مردِ مجاہد نواب زادہ یوسف علی عزیز مگسی کے ایماء پر پہلی بار ۱۹۳٤ء میں بلوچستان آئے تاکہ یہاں ایک تعلیمی ادارہ اور ہفت روزہ اخبار جاری کریں مگر وہ لکھتے ہیں کہ ان دنوں اس خطے میں پریس اور پلیٹ فارم عوام کے لیے بند تھے - مزید ان کی زبان سے سنیے : [2]

> کوئٹہ سٹیشن پر کیا اترے ، جیسے جیل خانہ میں قدم جا پڑا ہو - میری عمر اس وقت بائیس سال کی تھی - سی آئی ڈی کے ایک آفیسر نے جنگلےمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا - کچھ اور بھی نو وارد ہمارے ساتھ تھے - نام اور پتے لکھے گئے - شہر میں بھی ان کا تعاقب لگا رہا - بار بار بلاتے اور پوچھتے "یہاں کیوں آئے ہو ؟ کب تک رہو گے ؟" جان مصیبت میں آگئی - حالت یہ کہ تقریر کی اجازت نہ تحریر کی آزادی، صرف جمعہ کے دن جامع مسجد میں دینی موضوع پر اردو میں کچھ کہنے کا موقع ملتا - وہاں بھی حکومت کی سی آئی ڈی موجود رہتی -

۱۹۳۵ء کے زلزلے سے پہلے کوئٹہ میں بزم ادب کے زیر اہتمام مشاعرہ منعقد ہو رہا تھا - اس سلسلے میں جب پولیس سے اجازت طلب کی گئی تو بزم کے واضح اغراض و مقاصد کے باوجود کارکنانِ بزم سے کئی دن پوچھ گچھ ہوتی رہی - بقول محمد صادق شاذ،[3] " انسپکٹر پولیس بار بار کہتا تھا : 'تم

'مسحرا' کرتا ھے ، اچھا تو تم گورنمنٹ کے خلاف 'مسحرا' کرتا ہے'-"

اسی دور میں ایک مرتبہ یوم النبی[4] کے مبارک موقعہ پر نعتیہ مشاعرہ میں ایک شاعر نے جو علاّمہ اقبال سے بہت متاثر تھے ، اپنی نعت میں انقلاب کا لفظ نظم کر دیا- دوسرے روز اس شاعر کو پولیس کے دفتر میں اس خطرناک لفظ کے معنی سمجھانے پڑے-- اس لفظ کے استعمال کا موقع محل بتانا پڑا - اپنی صفائی پیش کرنا پڑی - پھر بھی کوئٹہ کے ایک خان بہادر صاحب کی سفارش پر اس بیچارے کا چھٹکارا ہوا - ورنہ شاید ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑتے - اس زمانے میں بلوچستان میں جس سیاسی گھٹن کا دور دورہ تھا ، اس کا مزید اندازہ مبلّغِ اسلام مولانا غلامِ فرید سیالکوٹی کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے :[5]

> بلوچستان میں نہ کوئی کونسل تھی اور نہ مجلس آئین ساز تھی - انگریز کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ کوئٹہ کی انجمن اسلامیہ[6] کا صدر ہمیشہ سٹی مجسٹریٹ ہوتا تھا- اگر کسی تحصیل میں انجمن کی تشکیل کی جاتی تو انجمن کا صدر تحصیل دار ہوتا تھا - اس لیے وہاں کے لوگوں کے دماغ معطّل اور قویٰ مضمحل تھے - آزادی اور حکومت خود مختاری کا نام لینا ناممکن تھا- سیاسی احساس رکھنے والا واعظ اوّل تو بلوچستان جا نہیں سکتا تھا ، اگر چلا بھی جاتا تو فوراً نکال دیا جاتاتھا اور وہاں کی اصطلاح میں جبری اخراج کا نام کوئٹہ اوٹ تھا -

ان حالات میں ۱۹۲۷ء[7] میں بلوچستان آل انڈیا مسلم لیگ کی توجہ کا مرکز بنا - ۱۹۲۹ء میں قائداعظم نے بلوچستان کی صوبائی خودمختاری کو اپنے چودہ نکات میں شامل کیا - ۱۹۲۹ء ہی میں بلوچستان کے نامور رہنما یوسف علی خاں عزیز مگسی نے یہاں ہونے والے مظالم کے خلاف کھل کر لکھنا اور بولنا شروع کر دیا - انھوں نے اپنا رابطہ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں وغیرہ سے قائم کیا اور بمبئی میں قائد اعظم سے بھی ملے -[8]

جب بلوچستان میں مسلم لیگ کی تنظیم کے کام کی ابتدا ھوئی تو

بلوچستان میں ان سیاسی قائدین کا عمل دخل تھا جو متّحدہ ہندوستان کے قائد
اور متّحد قومیّت کے پرستار تھے -[9]

قائد اعظم ان حالات سے بخوبی آگاہ تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ بلوچستان کے لوگ اسلام پر مر مٹنے والے ہیں- اس لیے انھوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو دولخت کرنے والوں کو بے نقاب کرنے کے لیے جیّد علماء کو بلوچستان کے دورے پر بھیجا - ان میں سے مولانا ظفر علی خاں ، نواب بہادر یار جنگ اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے بلوچستان کے طوفانی دورے کیے اور نظریہ پاکستان اور قائد اعظم کا پیغام اہلِ بلوچستان تک اس ڈھنگ سے پہنچایا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں تحریکِ پاکستان کے حامی ابھر ے- خاص طور پر نواب بہادر یار جنگ نے مختلف عوامی اجتماعات میں اپنی تقریروں سے اہلِ بلوچستان کو ایک ایسے انداز میں نظریہ پاکستان کا مطلب ذہنوں میں بٹھایا کہ ان کے دل مچلنے لگے کہ وہ اس عظیم قائد کو دیکھیں ، جس کی محبت اور عظمت کے راگ بہادر یار جنگ جیسے عظیم انسان گا رہے ہیں- چنانچہ بعد ازاں جب قائد اعظم جون ۱۹۴۳ء میں بلوچستان کے دورے پر آئے تو پچاس ہزار[10] کے لگ بھگ لوگوں نے ان کا استقبال کیا -

بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کی اہم کڑیاں[11] مسلم لیگ ، بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، بلوچستان مسلم نیشنل گارڈز، ممبران شاہی جرگہ ، والیان ریاست کے علاوہ کئی قابلِ فخر شخصیتوں، قومی اداروں، بے پناہ کارکنوں ، اخباروں اور متعدد لکھاریوں پر مشتمل ہیں -

عارف سیمابی سیالکوٹی[12] نے اپنے مضمون 'قائد اعظم اور بلوچستان' میں لکھا ہے کہ ہفت روزہ **الاسلام** کوئٹہ کے باقاعدہ اجراء سے پہلے ان کے ایک عزیز دوست عزیز ناصری نے نیوز منیجر کی حیثیت سے بڑا کام کیا - سرکاری ملازم ہوتے ہوئے بھی بڑی بے باکی سے منظرِ عام پر آکر لیگ کی پبلسٹی کرتے رہے- یہ سنٹرل انڈیا کے شہر نصیر آباد کے رہنے والے تھے- ان کے والد

عبد الوہاب قاری نصیر آبادی بڑ ے اچھے شاعر تھے - خمسے خوب کہتے تھے اور بسلسلہ ملازمت کوئٹہ میں مقیم تھے - عزیز صاحب نثر اچھی خاصی لکھ لیتے تھے - مقالہ اور افسانہ بھی لکھتے تھے -

الاسلام: ۱۹۳۹ء [۱۳] میں ہفت روزہ کے طور پر، کوئٹہ سے اسلامیات ، عربی ، فارسی اور اردو کے عالم مولانا حافظ عبدالکریم کے زیرِ ادارت جاری ہوا - اس کے بانی قاضی محمد عیسی خاں، صدر بلوچستان مسلم لیگ تھے - اس پرچے کا نصب العین مسلمانانِ بلوچستان کو مسلم لیگ کے پیغام سے آگاہ کرنا تھا - اس کا رہنما اصول تھا :

خدا و مصطفیٰ کا نام لے اور کام کرتا جا
مبارک ہے یہ خدمت ، خدمتِ اسلام کرتا جا

حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں **الاسلام** نے نہایت ٹھوس ، نتیجہ خیز اور ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا - اس میں آل انڈیا مسلم لیگ اور مقامی صوبائی خبروں کے علاوہ کانگریس اور نظریہ پاکستان کی مخالف دیگر جماعتوں کے اعتراضات کے مدلّل جوابات اور تعلیمی و معلوماتی مضامین شائع ہوتے تھے -

قائد اعظم کی بلوچستان میں پہلی مرتبہ تشریف آوری کے موقع پر **الاسلام** [۱۴] نے ۲۵ جون ۱۹۴۳ء سے لے کر ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء تک قائدِ اعظم کے دورہ بلوچستان کی مصدقہ خبریں اور موقع ومحل سے متعلق معلومات بہم پہنچا کر تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا تھا -

اس دور کی خبریں **عصر جدید**، کلکتہ، (جس کی فائل مدینۃ الحکمت کراچی کی لائبریری میں محفوظ ہے) اور روزنامہ **انقلاب** لاہور میں بھی شائع ہوئیں- **عصر جدید** [۱۵] میں ایک غیر جانبدار سکھ نے اپنے خیالات کا اس طرح اظہار کیا تھا-

بلوچستان میں ایسے مناظر کہ جیسے بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس کے تیسر ے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر دیکھنے میں آئے تھے ، بہت کم یا یوں کہنا چاہیے کہ

کبھی نہیں دیکھنے میں آئے تھے - اس کانفرنس کی سب سے بڑی خصوصیت قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی شرکت تھی -

بلوچستان میں ان کا ورود ایک اہم سیاسی واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے- کیونکہ بلوچی اور بلوچستان کے پٹھان اپنے اس محبوب رہنما کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اس وقت سے جب کہ اس نے چودہ نکات پیش کئے تھے ، انتہائی بے چین اور بے قرار تھے - یہ بھی واقعہ ہے کہ آج بلوچستان میں جس وقعت ، عزت اور محبت کی نگاہ سے قائد اعظم دیکھے جاتے ہیں ، اس نظر سے کبھی کوئی سیاسی رہنما نہیں دیکھا گیا - وہ بلوچستان میں سیاسی جنگ کے ایک کامیاب جنرل اور فاتح سمجھے جاتے ہیں اور بلوچستان کے باشندے ان سے انتہائی محبت کرتے ہیں ... چنانچہ یہی وہ چیز تھی جس کے ماتحت ان کی تقریر کو ایک عظیم الشان اجتماع نے جس میں سردار بھی تھے ، نواب بھی تھے اور رؤسا بھی، انتہائی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا اور اس کا اثر بھی قبول کیا ، جو عارضی نہیں بلکہ غالباً دائمی ہے -

قائد اعظم کے اسی دورہ کے موقعہ پر جناب بشیر فاروق رکن ادارہ الاسلام نے دو نظمیں [۱۶] (' قائد اعظم محمد علی جناح' اور ' قائداعظم سے خطاب') کہی تھیں - دو دو شعر ملاحظہ فرمائیے-

مسلم کا ترجماں ہے محمد علی جناح
اسلام کا نشاں ہے محمد علی جناح
ہے دانش و سیاست و حکمت میں ایک فرد
بے مثل نکتہ داں ہے محمد علی جناح

جمال الدین افغانی نے جس بربط کو چھیڑا تھا
اسی سازِ کہن پر طرزِ نو سے نغمہ خواں تو ہے
ہو پاکستان کے کیوں رہروؤں کو خطرۂ منزل
ہمارے کارواں کا جب کہ میر کارواں تو ہے

بلوچستان: کیس اینڈ ڈیمانڈ

کوئٹہ سے روانگی [۱۷] سے پیشتر قائد اعظم نے قاضی محمد عیسیٰ کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ بلوچستان کے حالات پر مبنی ایک کتابچہ تحریر کریں

تاکہ اسے سارے ملک میں اسمبلیوں کے اراکین اور پریس والوں میں تقسیم کیا جائے اور جب مرکزی اسمبلی میں بلوچستان کے صوبائی حقوق کا سوال اٹھایا جائے تو کیس کی نوعیت سے ہر شخص پوری طرح آگاہ ہو۔ چنانچہ قاضی صاحب نے قائد اعظم کے ارشاد کی تعمیل میں ٤٨ صفحات پر مشتمل ایک

انگریزی کتابچہ، **بلوچستان: کیس اینڈ ڈیمانڈ**[۱۸] کے عنوان سے لکھا۔ اس انگریزی کتابچہ کےکل گیارہ باب ہیں۔ پہلا تمہید ہے۔ دوسرے میں بلوچستان کی آبادی، رقبہ اور یہاں کےباشندوں کے متعلق اعداد و شمار دیئے گئے ہیں۔ تیسرے میں کوئٹہ کی آبادی اور اس میں آباد باشندوں کے اعداد و شمار ہیں اور یہاں کی میونسپل کمیٹی کے حالات کے متعلق شیخ عزیز الدین صاحب کے ایک مضمون کو نقل کر کےمنتخب کمیٹی کے قیام کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں اس صوبہ کی اصلاحات پر بحث کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ بلوچستان کو اصلاحات دی جائیں۔ پانچویں میں جرگہ سسٹم اور اس کی خرابیوں اور مجسٹریٹوں کی قانون سے ناواقفی کاتذکرہ ہے۔ چھٹے میں اس بات کی شکایت کی گئی ہے کہ حکومت، بلوچستان کے معدنی خزائن سے فائدہ نہیں اٹھا رہی اور نہ ہی زراعت کی ترقی کی طرف توجہ دے رہی ہے۔ ساتویں میں حکومت کی تعلیمی پالیسی پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ آٹھویں میں اعتراض کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ملازمتیں ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق کیوں نہیں دی گئیں۔ نویں اور دسویں باب میں مسلم لیگ اور اس کے نمایاں کاموں پر روشنی ڈالی گئی تھی اور گیارہویں باب میں چودہ نکات کی صورت میں اس کتابچے کا لبِ لباب اس طرح دیا گیا تھا اور ضمناً یہ وضاحت بھی کر دی گئی تھی کہ صوبائی مسلم لیگ نے ان مطالبات کے حصول کا بیڑا اٹھایا ہے اور اس عظیم کام میں ہمیں آل انڈیا مسلم لیگ کی پشت پناہی اور زبردست حمایت حاصل ہے۔

۱۔ صوبہ میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

۲۔ مستقل عدلیہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۳۔ صوبہ کے صدر مقام کوئٹہ میں منتخب میونسپلٹی کا قیام عمل میں

لایا جائے-
٤- ایک ڈگری کالج قائم کیا جائے-
٥- زیادہ سے زیادہ پرائمری ، مڈل اور لڑکیوں کے سکول کھول کر تعلیم کو پھیلایا جائے-
٦- پرائمری تک مفت تعلیم ہو-
٧- ڈسٹرکٹ بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے-
٨- ہماری معدنی دولت اور زراعت کو ترقی دینے کے مواقع فراہم کئے جائیں-
٩- ملازمتوں اور حکومت کے ٹھیکوں میں مسلمانوں کو ان کا جائز اور منصفانہ حصّہ دیا جائے-
١٠- صوبہ میں سرکاری محکموں کی خالی آسامیوں پر مقامی تعلیم یافتہ افراد کو اولیّت دی جائے-
١١- اگر موزوں مقامی امیدوار نہ ہو تو صوبہ سے باہر کے مسلمانوں کو غیر مسلموں پر فوقیّت دی جائے- (بلوچستان میں مسلمان ٩٨ ٪ ہیں)-
١٢- صوبہ کے اعلیٰ عہدوں پر صوبہ کے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تعینات کیا جائے-
١٣- فنی ادارے اور سکول قائم کیے جائیں-
١٤- سیاسی مقاصد کی بجائے مفید محکموں پر زیادہ رقوم خرچ کی جائیں-

اس کتابچہ کو انگریزی دان طبقہ میں وسیع پیمانہ پر تقسیم کیا گیا

اور مرکزی اسمبلی میں اس پر خاصی بحث [۱۹] ہوئی- نہ صرف یہ کہ اسمبلی کے مسلم لیگی ممبروں نے اس کتابچہ کے حوالوں سے حکومت کے نمائندوں پر کڑے اعتراضات کئے بلکہ غیر مسلم لیگی ممبروں نے بھی اپنی بحثوں میں اس کے حوالے دیے مگر افسوس کہ حکومت اور ہندوؤں کی سازش سے بلوچستان کے حق میں قرارداد منظور نہ ہو سکی-

ہفت روزہ **تنظیم** کوئٹہ کا اجراء ۱۹۴۳ء میں ہوا [۲۰]- یہ تحریکِ پاکستان کا بیباک ترجمان تھا- اس کی سرپرستی کا شرف قائد اعظم کے مخلص رفیق جناب میر جعفر خان جمالی کو حاصل تھا- اس کے مدیر جناب نسیم حجازی کا قیام بلوچستان میں ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۹ء رہا- پیشتر ازیں وہ

کراچی میں روزنامہ **زمانہ** [۲۱] کے ایڈیٹر تھے-

تنظیم کے اجراء سے بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں صحافتی محاذ پر ایک اہم دفاعی مورچہ قائم ہو گیا- اس سے قبل کانگریس کا اخبار **استقلال** اور بعض دوسرے اخبارات عرصہ دراز سے کانگریسی مفادات کے لیے فضا ہموار کرنے اور تحریکِ پاکستان کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھے- [۲۲]

نسیم حجازی کا کہنا ہے [۲۳]:

> کوئٹہ میں اخبار **تنظیم** کی اشاعت کے سلسلہ میں، جس کے کل مصارف سردار میر جعفر خان جمالی برداشت کرتے تھے، سردار صاحب نے ایک نشست میں پورے بلوچستان میں سے پانچ سو اہم اور سرکردہ اشخاص کی ایک فہرست مجھے املا کرائی جنھیں بغیر کسی چندے کے اخبار بھیجا جاتا تھا - مرحوم میر جعفر خان جمالی کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر یہ پانچ سو افراد پاکستان کی تحریک سے ذہنی طور پر وابستہ ہو گئے تو پورا بلوچستان پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے گا- حقیقتِ حال بھی آگے چل کر یہی ثابت ہوئی-

ہفت روزہ **كلمة الحق** کا شمار بھی مسلم لیگ کے حامی مجلاّت میں ہوتا تھا- اس کے مالک اور مدیر مولانا عبید اللہ خاں بلوچ تھے- اس کی پیشانی پر یہ حدیث مبارک لکھی ہوتی تھی أَفْضَلُ الْجِهَادِ عِنْدَ اللّٰه كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ السُّلْطَانِ الْجَابِرِ یعنی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہادِ افضل ہے- یہ اخبار بالکل اسی اصول پر کاربند تھا- بعض مضامین کی اشاعت کے باعث جب اسے ضبط کر لیا گیا تو مولانا عبید اللہ خاں نے کوئٹہ ہی سے ۱۹٤۱ء میں روزنامہ **الفاروق** جاری کیا جسکا ہفتہ وار ایڈیشن بھی منظرِ عام پر آتا تھا- یہ اخبار بھی تحریکِ پاکستان کا مؤیّد تھا-

خورشید: بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ترجمان تھا- یکم ستمبر ۱۹٤٦ء کو کوئٹہ سے منظرِ عام پر آیا اور ۱۹٤۹ء میں بند ہوا- اس کے پرنٹر و پبلشر فضل احمد اور فریدہ طہرانی اور مدیر قزلباش اور حیات اللہ خاں تھے اور اس کے ادارہ تحریر میں محمود، فریدہ طہرانی بی-اے، رشیدہ

افغانی، سلیم جہانگیر، فضل احمد اور غلام حسین شامل تھے۔

جمہور: بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ترجمان کوئٹہ سے ۱۹۴۷ء میں ہفتہ وار شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے مالک حاجی محمد اعظم خان تھے اور یہ مسعود غزنوی اور محمد رفیق پراچہ جوفیڈریشن کے سرگرم رکن تھے ،کے زیرِ ادارت ۱۹۵۳ء تک چھپتا رہا۔

بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کوئٹہ نے قلمی جہاد کے سلسلے میں بعض اہم موضوعات پر مختلف کتابچے اور اخبارات میں مضامین شائع کرائے تاکہ لوگ صحیح صورتِ حال سے آگاہ ہو سکیں اور قوم اپنوں اور غیروں کے زہریلے پراپیگنڈے سے محفوظ رہے۔ یوں عوام کو تحریکِ پاکستان اور کانگریس کے عزائم کا علم ہوا اور اپنی سوچ کو درست سمت میں تعین کرنے میں راہنمائی حاصل ہوئی۔ یہ کتابچے فیڈریشن کی جناح لائبریری اور علی گڑھ بک سٹال، مشن روڈ، کوئٹہ سے ہر وقت آسانی سے دستیاب ہو سکتے تھے۔ ان کتابچوں اور مضامین کا یہاں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ **فریب کاری:** ضخامت ۱۶ صفحات ، طابع اسلامیہ پریس، کوئٹہ، طبع اول، تعداد دو ہزار۔

۲۔ **کانگریس اور سرمایہ داری:** ضخامت ۲۲ صفحات، طابع اسلامیہ پریس، کوئٹہ ، تعداد تین ہزار۔

ان دونوں پمفلٹوں میں کانگریس کے درونِ پردہ رازوں کو واقعات کی روشنی میں اس طرح بے نقاب کیا گیا ہے کہ کانگریس کا سرمایہ دارانہ اور مسلمان دشمنی کا روپ قارئین کے سامنے آجاتا ہے۔ **فریب کاری** کے صفحہ ۲ پر درج ہے:

> گاندھی جی اور ان کی کانگریس کے قول و فعل میں جو زمین و آسمان کا فرق رہا ہے ، ہر ایماندار شخص اس سے واقف ہے۔ زبان پر 'جے ہند'، 'ہندوستان خالی کرو' اور 'انقلاب زندہ باد' کے نعرے اور عملاً برطانوی سامراج کی خوشامد، معافی نامے اور عدم تشدد کے ریزولیوشن ،وائسرائے سے خفیہ ملاقاتیں، گورنروں کے ماتحت وزارتیں اور راجواڑوں سے سازباز ہر کس و ناکس پر روشن ہیں۔ برلا ، ڈالمیا ، سگھانیا ، ان کے پشت و پناہ، اور لارڈ ویول ان کے آقائے نامدار۔ دراصل ان

لوگوں کی آرزو شروع ہی سے یہ رہی ھے کہ انگریز کے زیرِ سایہ مسلمانوں پر من مانی حکومت کریں اور جب انگریز ہندوستان سے جائے تو ھندو راج کے لیے پورے انتظامات مکمل ھو چکے ھوں۔

اور کانگریس اور سرمایہ داری میں حقائق بیان کرنے کے بعد مسلمانوں سے یوں اپیل کی گئی ہے۔

ہمیں بار بار اشتعال دلا کر ہماری تعمیری قوتوں کو غلط راستے پر لگانے کی کوشش کی جائے گی مگر ہمیں ہر آن اور ہر قدم پر قائد اعظم کی طرح ٹھنڈے دل و دماغ سے کام کرنا چاہیے - اس کا سب سے بڑا اثر یہ ھو گا کہ ہمارے مخالفین کی سعی بے کار جائے گی اور وہ مسلمان جو اس وقت ہمارے مخالف کیمپوں میں بٹے ہوئے ہیں، خود بخود متاثر ھو کر ہم میں آملیں گے اور ہماری تحریکِ آزادی پختہ تر سے پختہ ترین بنیادوں پر استوار ھوتی جائے گی۔

اس پمفلٹ کے آخر میں بلوچستان کے معروف صاحبِ حال شاعر اور فخرِکونین جیسی قابلِ توصیف مسدس کے خالق جناب محشر رسول نگری (کوئٹہ) کی دو نظمیں 'مسلمانی' اور 'پیغامِ بیداری' مندرج ہیں۔ ان کے دو ، دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔ ان سے اس دور میں بلوچستان کے مسلمان شعراء کی سوچ کی بھی نشاندہی ھوتی ہے۔

تسخیرِ ممالک ہے، نے شوکتِ سلطانی
اللہ کی حکومت ہے ، مقصودِ مسلمانی
پُر پیچ ہیں سب راہیں، اس تیرہ شبستاں کی
مشکل ھے یہاں چلنا، بے مشعلِ قرآنی

('مسلمانی')

آئے گا اس دور کے بعد اور کب وقتِ عمل
خانقاہوں سے مئے وحدت کے مستانو اٹھو
اہلِ حق کو زیب دیتی ہے جہاں بانی کی شان
بن کے غازی مسجدوں سے اے جہاں بانو اٹھو

('پیغام بیداری')

۳ - فاقہ مست شہزادے

از فضل احمد غازی، نائب صدر بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس

فیڈریشن کوئٹہ ، ضخامت ۱۶ صفحات ، طابع اسلامیہ پریس ، کوئٹہ-

اس میں انگریزوں اور ہندوؤں کے ان ہتھکنڈوں کو جو ملتِ اسلامیہ کے لیے انتہائی ضرر رساں تھے ، سمجھنے پر زور دیا گیا تھا اور مثالوں سے اس صورتِ احوال کی وضاحت کی گئی تھی جس کے باعث ھندوؤں نے بھی انگریزی پروگرام پر چل کر مسلمانوں کو تجارت سے علیحدہ رکھ کر انھیں قلاش سے قلاش تر بنایا- اس پمفلٹ کے صفحہ ۲ پر تحریر ہے کہ:

> ہندو اس سے باخبر تھا کہ دو کروڑ مسلمان ہندوستان میں صرف گاؤ کشی کے مختلف شعبوں میں کام کر کے زندگی بسر کر رہے ہیں- مسلمان کو اس کی تجارت سے نکالنے کے لیے ہندو نے یہ بہتر جانا کہ اس شعبہ میں جہاں تک ممکن ہو گھس جائے- چنانچہ ہندو نے اس تجارت کی طرف توجہ دینا شروع کر دیا اور آج ملک کے بیشتر حصہ میں چمڑے کی تجارت میں ہندو پیش پیش ھے-

لیکن ان کی عیاری ملاحظہ ہو کہ اس کے باوجود ہندوؤں نے ہندوستان میں گاؤ کشی کو قانوناً ممنوع قرار دینے کے لیے تحریک چلائی- وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمان جو اس تجارت سے وابستہ تھے ، بیروزگار ہو جائیں اور قلاش ہو کر ہندو کارخانوں میں مزدور کی حیثیت سے کام کریں - صفحہ ٤ پر لکھا ہے کہ جس ہندو ہاکر سے مسلمان اخبار مانگو تو جواب ملتا ہے کہ کوئی نہیں، صرف **ملاپ، پرتاب، اجیت، ہر یجن اور سماچار** ہے-

صفحہ ۵ پر مرقوم ہے کہ "جو چیز باقی رہ گئی ہے ، وہ اردو زبان ھے- اب اسے 'پٹیل جی مہاراج' ختم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں-" صفحہ ۷ پر درج ہے کہ " ہندو ہر قیمت و کوشش پر ہمیں تجارت سے علیحدہ رکھ کر خود فائدہ اٹھانا چاہتا ہے- آج یہ حالت ہے کہ ہندو کسی مسلمان سے لین دین نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو محض سود کا کاروبار تاکہ مسلمانوں کو اور بھی زیادہ بے دست و پا بنائے -" غرض یہ کہ اس پمفلٹ میں جس اہم بات پر زور دیا گیا ، وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کو اقتصادی اور معاشی خوشحالی حاصل کرنے کے لیے تجارت پر چھا جانا چاہیے اور ہندوؤں اور انگریزوں کے جال میں سے نکل جانا چاہیے -

٤ - اسلامی اقتصادی مطالبہ

ضخامت ۱۰ صفحات ، طابع اسلامیہ پریس ، کوئٹہ

اس کتابچے میں مسلمانوں کی ناقابلِ بیان معاشی صورتِ حال پیش کر کے چند ایک قابلِ عمل تجاویز دی گئی ہیں- جیسے مسلمان ، مسلمان دکانداروں سے سودا خریدیں - ('مسلمانوں سے خریدو' کے نعرہ کو مقبول بنائیں) اور مسلمان دکاندار بھی مقابلتاً اگر سستا نہیں، تو مہنگا سودا نہ بیچیں - وہ اپنے اندر ایسی تجارتی ذہنیت پیدا کریں کہ گاہکوں کو ان سے ہمدردی ہو اور وہ انہیں چھوڑ کر اور کسی دکان پر نہ جائیں- سرمایہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے مشترکہ سرمایہ کے تجارتی ادارے اور امداد باہمی پر مبنی سوسائٹیاں بنائی جائیں- خرچ میں اسراف نہ کریں- غیر ضروری اخراجات بند کر دیں- اپنے بچوں میں بچت کی عادت کو فروغ دیں اور جو حضرات کافی سرمایہ رکھتے ہوں ، وہ تھوک فروش کے کاروبار پر قبضہ کریں - تجارت کے اسلامی اصولوں پر سختی سے کار بند رہیں وغیرہ - تجارت کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ 'جہاں اسلامی فتوحات نے نبی امیؐ کے الٰہی پیغام کو دور دور تک پہنچایا وہاں مسلمان تاجروں نے بھی تبلیغِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - انڈونیشیا اور چین وغیرہ کے مسلمانوں کا وجود اسلامی تجّار کے تبلیغِ مذہب کی ایک زندہ مثال ہے :

نہ واں تیر پہنچا نہ شمشیر پہنچی
فقط دینِ احمد کی تنویر پہنچی

٥ - واردھائی سامری کا نیا بت

مؤلف نسیم حجازی ، صفحات ١٦، طابع اسلامیہ پریس ، کوئٹہ

اس پمفلٹ میں مؤلف نے پہلے متحدہ قومیت کے پردے کو چاک کیا ہے اور پھر واردھائی سامراجی نے نسلیّت کا جو بت تراشا ہے ، اسے پاش پاش کرنے کی پوری کوشش کی ہے- پاکستان کے بدخواہ سکھستان، اچھوتستان اور دراوڑستان کی بلند آوازوں کو دبا کر اپنے قول و فعل کے تضاد کا مؤلف کے الفاظ میں صفحہ ۱۱پر یو ں اظہار کرتے ہیں:

بھنگی کالونی میں پرارتھنا کے بعد ہم سچائی کے اس دیوتا کی زبان سے ایک دن یہ سنتے ہیں کہ سکھ، ہندو اور اچھوت (جن کا مذہب، تہذیب اور معاشرت جدا جدا) ایک ہیں، ان کا تمدن ایک ہے اور اگلے دن ہم یہ سنتے ہیں کہ پاکستان کے پٹھان اور غیر پٹھان مسلمانوں کو نسلی افتراق کی بنیادوں پر الگ الگ حکومتیں بنانی چاہییں۔

مؤلف نے اسلامی تاریخ کے ان واقعات کو دہرایا ہے جن کے باعث ہم میں یک رنگی پیدا ہوئی اور پھر ان تخریبی عناصر کی بھی نشاندہی کی ھے جن کی وجہ سے باطل کے ہر طوفان کا مقابلہ کرنے کی بجائے ہم ریت کا ایک انبار بن کر رہ گئے۔ آخر میں نسیم حجازی نے مسلمانانِ پاکستان کو متنبہ کیا ھے کہ نسلی افتراق سے بچو کہ یہی مسلمانوں کے زوال کا سبب بنتا چلا آیا ھے اور نئے انداز سے اس تراشے ہوئے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو کہ اسی میں ہماری عظمت پنہاں ھے۔

٦ - مزدور اور کیمیا

مؤلف فضل احمد غازی ، صفحات ۱۵، طابع اسلامیہ پریس کوئٹہ -

اس کتابچے کے پیش لفظ میں فضل احمد غازی نے مسلمانوں کی آرام طلبی اور کاہلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے صفحہ ۷ پر کہا کہ

خدا را اب مزید اپنے آپ کو ذلیل مت کرو - ایسے ذرائع اختیار کرو جس سے خود داری کو ختم کیے بغیر روٹی پیدا کر سکو اور یاد رکھو کہ حکیمِ امت نے جو پیغام آپ کو دیا ھے، وہ نہایت اعلیٰ اور جامع ھے - اسے ہمیشہ جب کہ آپ سرمایہ دار کی طرف مائل ہونے لگیں ، نہ صرف گنگناتے رہیں بلکہ اس پر عمل بھی کریں:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

فاضل مؤلف نے صفحات ۸ تا ۱۵پر براؤن بوٹ پالش، ٹین کے بٹن، چیڑ کے بکس، پرانی بوتلوں اور شیشوں کے کاروبار ، ریگ مال بنانے ، ببول کے درخت سے گوند حاصل کرنے ، گوند دانی بنانے ، مچھر مار روغن بنانے ، سنو کریم کی تیاری، نکل کی اشیاء صاف کرنے ، پیپر منٹ بنانے ، جوتوں کی سفید پالش بنانے ، ربڑ کی مہر کی روشنائی بنانے ، عام قینچی سے شیشہ تراشی

اور گیس بتی اور سائیکل کے تیل سازی کے طریقے تحریر کیے ہیں اور وضاحت کی ھے کہ اگر عام مسلمان ان اشیاء کو بنانا سیکھ لیں اور بطور تجارت اپنا کر ذریعہ روزگار بنالیں تو سرمایہ داروں کے چنگل سے بآسانی نکل آئیں گے- وہ وقار سے رزق کمانے لگیں گے اور خوشحال ہو جائیں گے - کسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے اور نہ کسی کے فریب میں آکر اپنے آپ اور اپنی خودی کو بیچیں گے-

چند اہم مضامین کی تفصیل:

نتیجۂ فکر : فضل احمد غازی، نائب صدر بلوچستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن

۱ - 'پرتاپ کے بیٹے **استقلال** کی ژاژ خائی'، مطبوعہ **الاسلام** کوئٹہ، ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء -

اس مضمون میں کانگریس کے حامی اخبار **ملاپ** اور **پرتاپ** کے حاشیہ بردار اخبار **استقلال** کی طرف سے بلوچستان کے عوام میں نفاق و افتراق ڈالنے کی مذموم کوشش کی مذمت کرتے ہوئے فضل احمد غازی نے لکھا کہ : 'ضمیمہ میں رونا رویا گیا ھے کہ جلسہ کشمیر کے لوگوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے کیا گیا تھا - ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ جن لوگوں کے پیٹ میں ملکی اور غیر ملکی کا درد اٹھ رہا ہو، وہ غیر ملکی کشمیریوں کے کیسے دوست ہو سکتے ہیں'- فضل احمد غازی کے مطابق مسلم لیگ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھی، جو بھی اس سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا، پاش پاش ہو جائے گا-

۲ - 'میرے نوجوان ساتھیو'، **الاسلام**، کوئٹہ ، ۲۰ جون ۱۹۴۷ء

اس میں بلوچستان کے نوجوانوں سے کہا گیا کہ وہ دیہات میں پھیل جائیں اور بے خبر عوام کو پاکستان کی خوبیوں اور فائدوں سے آگاہ کریں -

پاکستان میں ہی ہماری نجات، حفاظت اور قسمت مضمر ھے اور علماء سے اپیل کی گئی ھے کہ "کانگریس ایک ہندو جماعت ھے ... اس کی تبلیغ کے لیے وقت دینا وقت کو خراب کرنا اور مذہبِ کفار کی تائید ھے" - اس کے

برعکس علماء کرام کو چاہیے کہ 'وہ ہمیں پابندی مذہب کا سبق سکھائیں'-

٣ - 'حرف ناطق'، الاسلام ، کوئٹہ ، ١١ جولائی ١٩٤٧ء -

اس مضمون میں وضاحت کی گئی تھی کہ کانگریس اور اس کے حامیوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ قوم کے نمائندوں کو خرید لیا جائے اور بلوچستان کو پاکستان میں شامل نہ ہونے دیا جائے- لیکن وہ بری طرح ناکام ہو گئے- واردھا سے لے کر انند بھون تک صفِ ماتم بچھ گئی- انہوں نے آزاد بلوچستان کا شوشہ چھوڑا تاکہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑے- مضمون میں کانگریس اور اس کے ساتھیوں کے ناپاک عزائم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور کانگریس کے مقامی راہنماؤں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی گئی ہے-

٤ - 'غدارانِ ملت سے'، الاسلام ، کوئٹہ ، ٢٥ جولائی ١٩٤٧ء

اس مضمون میں پاکستان کے مخالفین اور کانگریس کے حامیوں کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے-

٥ - 'بیدار کنندہ بلوچستان'، 'الاسلام ، کوئٹہ، یکم اگست ١٩٤٧ء

اس میں تحریر کیا گیا کہ : 'جب سے پاکستان کا تخیّل مسلمانوں کے دل و دماغ پر چھانے لگا ہے، بلوچستان کو سیاسیاتِ ہند میں ایک ما بہ الامتیاز جگہ مل گئی اور آج بلوچستان بھی پاکستان کے دروازے پر کھڑا دستک دے رہا ہے اور اس آزادی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے'- مضمون میں قاضی محمد عیسی کی تحریکِ آزادئ پاکستان کے سلسلے میں قابلِ توصیف خدمات کو بھی سراہا گیا ہے-

روئداد ١٩٤٦ء - ١٩٤٧ء

منجانب ملک محمد عثمان خان کانسی، جنرل سیکرٹری سٹی مسلم لیگ کوئٹہ ، جو ملک صاحب نے ٢٨ مارچ ١٩٤٧ء کو سٹی مسلم لیگ کے چوتھے سالانہ اجلاس کوئٹہ میں پڑھی - کل صفحات ٨ ، طابع بلوچستان پریس ، زیر اہتمام اسلامیہ پریس کوئٹہ میں چھپی-

اس روئداد کی ابتداء میں ان مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے جو

حصولِ پاکستان کے سلسلے میں درپیش ہیں - بعد ازاں سٹی مسلم لیگ کے نمایاں کاموں کا تذکرہ ہے جیسے زنانہ [24] مسلم ہسپتال کے فوائد، بارکھان اور پسنی کے قرب و جوار میں زبردست زلزلہ کے بعد مصیبت زدگان کو سٹی مسلم لیگ کی جانب سے امداد فراہم کرنا ، کوئٹہ شہر میں پہلی دفعہ میونسپل الیکشن کے موقع پر سب ووٹروں کے ناموں کا فہرستوں میں اندراج نہ ہونا اور سٹی مسلم لیگ [25] کا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور نیشنل گارڈز کی امداد سے رہ جانے والے رائے دہندگان کے ناموں کا فہرستوں میں درج کرانا ، سٹی مسلم لیگ کا اپنے پانچ امیدواروں (سیٹھ فدا علی علی بھائی، حاجی علی بہادر، حافظ سلیم احمد خان، عبدالغفور خان درانی اور ملک حاجی محمد اعظم) کو کھڑے کرنا اور ان کا کامیاب ہونا، انتخابات سے پہلے کوئٹہ میں فرقہ وارانہ فساد کے موقعہ پر اراکین سٹی مسلم لیگ کا فساد کو فرو کرنے میں پوری جانفشانی سے کام کرنا، بعد ازاں تین سب کمیٹیاں (۱- ریلیف کمیٹی : ملک فقیر محمد خان کانسی صدر، شیخ عبداللہ جان سیکرٹری - ۲- ڈیفنس کمیٹی : ارباب کرم خان صدر، ملک محمد اشرف ایڈووکیٹ سیکرٹری- ۳- انکوائری کمیٹی : سیٹھ محمد اعظم صدر، ٹھیکیدار عبدالحمید خاں سیکرٹری) بنانا اور ان کا اچھا کام کرنا، مسلمان مصیبت زدگان کے لیے تین وفود (پٹنہ، رہنما معراج الدین - بہار، رہنما ملک حاجی جان محمد خان سالار صوبہ نیشنل گارڈز، پٹنہ، رہنما عبدالمنان نائب سالار صوبہ نیشنل گارڈز) کا بھیجنا ، اور ان کی اعلیٰ کارکردگی کا شہرہ ہونا- اس روئداد میں انتخابات (ص۵) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے :

> انتخابات میں ہمارے ممبروں کی کامیابی مسلمانانِ کوئٹہ کی پہلی کامیابی تھی- کیونکہ مخلوط انتخاب میں سو فیصدی کامیابی ایک ایسی مثال ہے جو دنیا کی سیاسی تاریخ میں کم ملتی ہے- اس انتخاب میں مسلمانانِ کوئٹہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ہر حالت اور ہر وقت مسلم لیگ کے ساتھ ہیں - انہوں نے ان لوگوں کو شکست دی جو کانگرس کی طرف سے ہمارے میونسپل کمشنر صاحبان کا مقابلہ کر رہے تھے-

سالانہ رپورٹ صوبائی مسلم لیگ بلوچستان برائے سال ۱۹٤٦ء - ۱۹٤۷ء

مرتبہ عبدالحمید خان روہیلہ (علیگ) جائنٹ سیکرٹری صوبائی مسلم لیگ بلوچستان ورکن کونسل آل انڈیا مسلم لیگ- کل صفحات ٢٤، مطبوعہ اسلامیہ پریس کوئٹہ-

اس رپورٹ کی ابتداء باری تعالیٰ کی تعریف اور سرور کائنات فخرِموجودات حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر درود و سلام بھیجنے سے ہوتی ہے- بعد ازاں کار ہائے نمایاں کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے

۱- قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ نے صوبہ جات بیرونجات کے لیے بحیثیت آفیسر انچارج پبلسٹی بیورو آل انڈیا مسلم لیگ خدمات انجام دیں-

۲- قاضی محمد عیسیٰ نے بلوچستان کا دورہ جو ۲۵۰۰ میل کی مسافت سے زائد تھا، کیا - یہ دورہ سرحدات افغانستان، ایران، سندھ اور پنجاب تک وسیع تھا- اس کی ابتدا ماہ اکتوبر کی آمد سے ہوئی اور یہ دسمبر ۱۹٤٦ء کے آخر تک جاری رہا- اس دورے سے مسلمانانِ بلوچستان کے دلوں میں صحیح طور پر ایک ملی اور سیاسی تڑپ پیدا ہوئی اور مسلمانانِ ہند پر یہ واضح ہوا کہ مسلم لیگ جیسی جماعت اور پاکستان جیسے بلند نصب العین کی صداقت مسلمانان بلوچستان کی ہرتارِ نفس اور رگِ جان میں سرایت کر چکی ہے اور

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

۳- بلوچستان مسلم لیگ کے نائب صدر میر جعفر خان جمالی سنٹرل جیل مچھ کے پبلک وزیٹر مقرر ہوئے تاکہ وہ بذاتِ خود قیدیوں کی حالت کا معائنہ کر کے ان کی اصلاح، فلاح و بہبود اور آرام کے لیے اپنے قیمتی مشوروں سے حکومت وقت کو مستفید فرماتے رہیں-

٤- اسی سال آل انڈیا مسلم لیگ نے سرکاری خطابات کی واپسی کا فیصلہ کیا- بلوچستان سے نواب ارباب کرم خان کانسی، سیٹھ فدا علی علی بھائی، ملک فقیر محمدکانسی ، سردار غلام محمد خان ترین، ملک شاہجہان خان اور مولوی عبدالرشید خاں نے مسجد کے ممبر پر کھڑے ہو کر یکے بعد دیگرے اپنے خطابات حکومت کو واپس کیے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے لیے وقف کرنے کا اعلان کیا- یہاں یہ ذکر کرنا بےجا نہ ہو گا کہ مجموعی تناسب کے لحاظ سے دیگر صوبوں کی نسبت بلوچستان خطابات کی واپسی میں صف اول میں شمار ہوا-

۵- کوئٹہ میونسپلٹی کے انتخابات، جن کا پہلے ذکر ہوا ہے، مخلوط ہونے اور کوئٹہ شہر کی ٤٥ فیصدی غیر مسلم آبادی کے باوجود کوئی آلہ کار مسلمان کانگرسی ٹکٹ پر کامیاب نہ ہو سکا بلکہ ان کو اپنی ضمانت سے بھی ہاتھ دھونے پڑے- یہ عظیم الشان کامیابی مسلم لیگ کی عظمت و رفعت کا بیّن ثبوت تھی-

٦- ضلعی مسلم لیگوں جیسے ژوب (صدر سردار محمد عثمان جوگیزئی)، لورالائی (صدر حاجی صورت خان ترین)، سبی، نوشکی اور شہری مسلم لیگ کوئٹہ (صدر سیٹھ محمد اعظم، جنرل سیکرٹری: ملک محمد عثمان کانسی، جائنٹ سیکرٹری: ماسٹر کریم الدین احمد)نے اچھی خاصی پیش رفت کی-

۷- مسلم نیشنل گارڈز صوبہ بلوچستان کی تنظیم کا سہرا تاج محمد سردار شہر کوئٹہ کو جاتا ہے - حاجی ملک جان محمد کانسی سالار نیشنل گارڈز، صوبہ بلوچستان نے اس تنظیم کی مالی اعانت میں نہایت فراخدلی کا ثبوت دیا-

۸- مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان کے صدر ملک محمد اعظم نے اس جماعت کی دامے، درمے اور سخنے مدد کی اور اس کے کارکنوں نے اسلامی سبز پرچم کے زیرِ سایہ بلوچستان میں بہترین خدمات انجام دیں- اس کے کارکنوں نے بھی تین ماہ تک قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ کے ہمراہ نہایت مستعدی سے پورے صوبے کا دورہ کیا-

۹- اس سال جو متعدد نہایت عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے ان میں رشید ڈے، ڈائرکٹ ایکشن ڈے، بہار ڈے، فلسطین ڈے، پنجاب ڈے، اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ رکھنے والے پاکستان ڈے، کے جلسے بالخصوص قابل ذکر تھے-

رپورٹ کے آخر میں متعدد اصحاب مثلاً سیٹھ محمد اعظم، حاجی محمد عثمان خان جوگیزئی، صوبیدار ناصر علی، ملک عبدالعزیز، عبدالغفور خان درانی، معراج دین، ٹھیکیدار لال محمد، عبدالمنان، تاج محمد سردار شہر کوئٹہ، ملک محمد عثمان کانسی، ماسٹر کریم الدین احمد، حاجی صورت خان وغیرہ کے علاوہ، ادارہ الاسلام کی خدمات کو سراہا گیا تھا-

پاکستان اور اقتصادیات بلوچستان (کل صفحات ۸)

قیامِ پاکستان سے ذرا پہلے (۱۷ جون ۱۹٤۷ء) علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کوئٹہ نے، جس کے صدر جناب مقبول الرحیم تھے، اسے چھاپ کر وسیع پیمانے پر تقسیم کیا- اس کتابچے کے تعارف میں تحریر کیا گیا ہے کہ اس کی سرپرستی جناب زاہد حسین نے فرمائی- جن کا شمار ان بلند پایہ ماہرین

مالیات و اقتصادیات میں ہوتا تھا، جن پر مسلمانانِ عالم بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص بجا طور پر فخر کرتے تھے-

اس کتابچے کی زبان سادہ اور عام فہم ہے اور درپیش مسئلے یعنی بلوچستان مالی اعتبار سے خسارے کا سودا ہے اور مرکزی حکومت کو ہر سال اس علاقے پر کروڑوں روپے خرچ کرنا ہوں گے اور یہ خسارہ ایک بڑی مملکت ہی برداشت کر سکتی ہے (حوالہ ہفت روزہ **اخبارِ بلوچستان** شائع کردہ محکمہ اطلاعات بلوچستان) پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی اور ساتھ ہی ساتھ ان مقاصد کو بھی واضح کیا گیا جن کی خاطر پاکستان ناگزیر تھا- بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس کتابچہ کے ذریعے نہ صرف دشمن کے خوفناک عزائم کو بےنقاب کیا گیا ہے بلکہ بلوچستان کے مسلمانوں کو بروقت صحیح صورتِ حال سے آگاہ کر کے ایک ناقابلِ فراموش خدمت انجام دی گئی-

'میر جعفر خان جمالی کی ڈائری(۱۹۴۵ء-۱۹۴۷ء) تحریک پاکستان کا ایک اہم باب' از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، **مجلہ تاریخ و ثقافت پاکستان**، اسلام آباد ، اپریل- ستمبر ۱۹۹۲ء، کل صفحات ۲۲ -

یہ قائد اعظم کے ایک آزمودہ رفیقِ کار، تحریکِ پاکستان کے صفِ اول کے رہنما اور تحریکِ آزادی کے عینی گواہ کا ذاتی روزنامچہ ہے ، جس سے ان کے روزمرہ کے معمولات پر بیش بہا روشنی پڑتی ہے-

یہ تھیں بلوچستان میں تحریکِ پاکستان کے سلسلے میں قلمی جہاد کی چند جھلکیاں، جن سے قیامِ پاکستان کے سلسلے میں اہلِ بلوچستان کی گرانقدر خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے-

حوالہ جات

۱- کمال الدین احمد، 'صحافتِ وادئی بولان'، **میزان** کوئٹہ ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء

۲- انعام الحق کوثر، **بلوچستان میں اردو**، لاہور، ۱۹۶۸ء ، ص ۳۳، ۳۴-

۳- ایضاً، ص ۱۹۸-

٤- عارف سیمابی سیالکوٹی ، 'قائد اعظم اور بلوچستان'، **ماہِ نو** ، اسلام آباد، نومبر دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۳۵-

۵ - غلام فرید، **غلامی سے آزادی تک** ، سیالکوٹ ، ۱۹۶۹ء، ص ۱۲۸-

٦ - اس کا پہلے نام تھا 'انجمن اسلامیہ حنفیہ اہلِ پنجاب و ہند'- یہ کوئٹہ میں سب سے پہلی اور ثقافتی و مجلسی بہبود کی قدیم ترین انجمن تھی جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۰ء کے درمیانی عرصے میں بنی -

۷ - محمد عثمان و مسعود اشعر، **پاکستان کی سیاسی جماعتیں** ، لاہور ، ۱۹۸۸ء، ص ۳۹ -

۸ - شریف المجاهد، **قائداعظم اینڈ ہز ٹائمز** ، جلد اوّل ، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۹٦-

۹ - فضل احمد غازی ، 'تحریکِ پاکستان میں بلوچستان کا کردار' ، روز نامہ **مشرق** ، کوئٹہ، ١٤ اگست ۱۹۸۲ء-

۱۰- **الاسلام**، کوئٹہ، ۲ جولائی ۱۹٤۳ء/ **عصرِ جدید**،کلکتہ، ۳ جولائی ۱۹٤۳ء-

۱۱- انعام الحق کوثر، **جدوجہدِ آزادی میں بلوچستان کا کردار**، لاہور ، ۱۹۹۱ء ،ص ۳۱۲-

۱۲- **ماہِ نو**، اسلام آباد، نومبر دسمبر ۱۹۷٦ء ، ص ۲۳۵-

۱۳- کمال الدین احمد ، **صحافت وادئی بولان میں**، کوئٹہ ، ۱۹۷۸ء، ص ۸٤-

۱٤- تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو : **جدوجہدِ آزادی میں بلوچستان کا کردار**، ص ۹۱ تا ۲۰۰-

۱۵- **عصر جدید** ، کلکتہ، ۲٤ جولائی ۱۹٤۳ء -

۱٦- **الاسلام** ،کوئٹہ ، ۲ جولائی۱۹٤۳ء/ ۹ جولائی ۱۹٤۳ء -

۱۷- **آهنگ** ، کراچی، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء ، ص ۱۹ -

۱۸- مطبوعہ دی ڈیلی گزٹ پریس، کراچی ، جنوری ۱۹٤٤ء-

۱۹- **آہنگ**، کراچی ، ۷ ستمبر ۱۹۷۱ء ، ص ۱۹-

۲۰- **پاسبان** ،کوئٹہ، ٤ اکتوبر ۱۹٤۳ء-

ڈاکٹر تصدّق حسین راجا، **نسیم حجازی: ایک مطالعہ**، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۳۱-

۲۱- کراچی سے زمانہ اردو کا پہلا اخبار تھا جس نے پاکستان کا نعرہ لگایا اور مسلم لیگ کی جدو جہدِ آزادی کو آگے بڑھانے میں بڑا کام کیا - بحوالہ ڈاکٹر تصدّق حسین راجا، ص ٤۵-

۲۲- 'حصولِ پاکستان میں بلوچستان کے عوام کی سیاسی جدوجہد' ، **جنگ**، کوئٹہ ، ۱۹ اگست ۱۹۷۵ء-

'بلوچستان میں تحریکِ پاکستان نسیم حجازی کی نظر میں' بتوسط پروفیسر صادق زاهد ؟، مورخہ ۸ جولائی ۱۹۷۵ ء-

۲۳- سید محمد فاروق احمد، **تحریکِ پاکستان اور بلوچستان** ، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ٦-

۲٤- اس اہم کام میں سردار شہر تاج محمد، فضل احمد، چوھدری غلام محمّد ، ٹھیکیدار لال محمّد ، معراج الدین ، سید حسین شاہ، قدرت اللہ (مشن مارکیٹ)، ملک محمد اعظم ، کلب حسین ، صوبیدار ناصر علی اور خواجہ مظفر الدین ، نے بھر پور مدد دی - ملاحظہ ہو : روئداد ۱۹٤٦ء - ۱۹٤۷ء ، ص ٤ -

۲۵- جناح ہسپتال (برائے خواتین) کوئٹہ کے انتظامی بورڈ میں محمد اعظم (صدر) عبدالعزیز (نائب صدر) ، ڈاکٹر غلام نبی (سیکرٹری)، سید اقبال محمد شاہ (مالیاتی سیکرٹری)، حاجی علی بہادر خان (رکن)، سید غفور شاہ (رکن) اور عبدالحمید خان (رکن) شامل تھے- تفصیلات کے لیے دیکھیے : جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، ص ۲۷٤ -

سہ ماہی مجلہ

فکرونظر

فکرونظر ادارہ تحقیقات اسلامی کا اُردو مجلّہ ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کو مستقل تحقیقی تصانیف پیش کرنے کے علاوہ گذشتہ تیس برس سے اپنے عربی، انگریزی اور اردو مجلّات کے ذریعے اسلامی علوم، تہذیب، ثقافت اور زبان و ادب سے متعلق گرانقدر علمی مضامین کی اشاعت کا شرف بھی حاصل ہے۔ مجلّہ "فکرونظر" کے خصوصی شمارے اپنے اپنے موضوعات پر مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں سیرت نمبر، یوم تاسیس نمبر، نفاذ شریعت نمبر، حج نمبر، سید صباح الدین عبدالرحمٰن نمبر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

بدل اشتراک

قیمت فی شمارہ: ۱۰ روپے

سالانہ چندہ: ۳۵ روپے

ادارہ تحقیقات اسلامی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵

اسلام آباد ۴۴۰۰۰

پاکستان